السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مختلف قرآنی آیات یا اسماء الہی کو مفید جان کر نماز یا کسی دوسرے وقت کا تعین کر کے پڑھنا جب کہ سنت سے اس طرح کرنا ثابت نہیں کیا یہ بدعت کے زمرہ میں آتا ہے؟ مثلا ایک مشہور عمل یہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ مابین سنت فجر ٤١ مرتبہ بیماری دور کرنے کے لیے پڑھنا اسی طرح یہ عمل دیگر ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے کچھ لوگ اس میں اضافہ کرتے ہیں کہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کے میم کو الحمد کے لام کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، اسی آیت

وَأُفَوِّضُ أَمْرِيٓ إِلَى ٱللَّهِ۔۔۔۔۔۔

کو ہر نماز کے بعد مقررہ تعداد میں پڑھنا کہا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے مطلوبہ حاجت پوری ہوجاتی ہے۔ یا پھر سورۃ التوبہ کی آخری دو آیات یا ایک آیت کو بعد نماز عشاء ١٠١ مرتبہ پڑھنا کہا جاتا ہے کہ یہ عمل قید اور دشمنی سے بچنے کے لیے مفید ہے۔ کیا اس طرح کے یہ اعمال شرعاناجائز ہیں؟ میری سمجھ کے مطابق اس طرح کے وظائف کو اختیار کرنے میں شرعا ممانعت نہیں اور نہ ہی یہ بدعت کے زمرہ میں آتے ہیں بشرطیکہ انہیں سنت یا ماثور نہ سمجھا جائے۔ الغرض آپ دلائل کے ساتھ وضاحت کریں تاکہ اطمینان حاصل ہو؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس کا جواب یہی ہے کہ آیات قرآنیہ یا اسماء الہی کو کسی خاص تعداد اور کسی مخصوص اوقات میں بطور وظیفہ یا دینی خواہ دنیوی خیر و بھلائی کے حصول کے لیے پڑھا جاسکتا ہے۔ (جیسا کہ خود محترم نے سوال کے آخر میں فرمایا ہے) بشرطیکہ اسے سنت ماثورہ نہ سمجھا جائے اور مقررہ تعداد کو لازم وواجب تصور نہ کیا جائے۔

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سفر میں تھے کسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا پھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اس پر سورۃ الفاتحہ کا سات مرتبہ دم کیا اور وہ تندرست ہوگیا بالآخر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ ''ما ادراک انها رقية۔'' ''یعنی آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ فاتحہ رقیہ (دم) ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ ''شئی القی فی روعی'' ''یعنی ایک چیز تھی جو میرے دل میں ڈالی گئی۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے نبی کریم ﷺ سے یہ علم حاصل نہ کیا تھا کہ سورۃ فاتحہ دم ہے اور ڈسے ہوئے شخص پر سات مرتبہ پڑھنا بھی اس صحابی کے دل میں القاء کی ہوئی بات کے ماتحت اسی تعداد میں یہ سورۃ مبارکہ پڑھی۔

پھر رسول اکرم ﷺ نے ان کی ان دونوں باتوں کو بحال رکھا۔ لہذا یہ تقریری دلیل ہے کہ کوئی شخص قرآن کریم کی کوئی سورت یا ایک یا دو آیات کسی خاص مقدار میں کسی مرض کی شفا یا کسی مشکل کے حل وغیرہ کے لیے پڑھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر یہ بات درست نہ ہوتی تو صحابی رضی اللہ عنہ کے جواب

''شئی القی فی روعی'' پر ضرور آپ ﷺ اسے زجر و توبیخ فرماتے کہ یہ کیا ہے کہ جو بات دل میں آئے اس پر عمل کرتے پھر گے؟ لیکن آپ ﷺ کا سے بحال رکھنا اور اس فعل کو ثابت رکھنا اس پر واضح دلیل ہے کہ یہ بات'' شریعت کے ہرگز خلاف نہ تھی اور مسئلہ ہذا کی عمومی دلیل:

(وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّـٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا) (الاسراء: ٨٢)

''اور ہم قرآن وہ کچھ نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے مگر ظالموں کے لیے خسارے کے سوا کچھ نہیں۔''

بھی ہو سکتی ہے اور شفا سے روحانی وجسمانی، مادی، معنوی شفاء مراد لی جاسکتی ہے۔ تخصیص کی کوئی بھی وجہ نہیں، وجہ یہی ہے کہ جب صحابی رضی اللہ عنہ نے فاتحہ کو دم سمجھ کر پڑھا تو اللہ سبحانہ وتعالی کے رسول ﷺ نے اس پر کوئی اعتراض نہ فرمایا:

باقی رہا اسماء الالہیہ کا معاملہ تو خود قرآن کریم میں ہے کہ:

(وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا) (الاعراف: ١٨٠)

لہذا اسماء الالہیہ میں جس اسم میں بھی قاری کو مشکل حل ہونے کی توقع ہو تو اسے کچھ تعداد مقرر کر کے (محض اپنی سہولت کی خاطر نہ کر اسے لازم سمجھتے ہوئے) پڑھے اور نماز کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا

ہے کہ نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے یا کسی اور وقت میں پڑھے تو بھی اس میں کچھ حرج نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر62

محدث فتویٰ